نقطۂ نظر

محمد منیر اختر

خلیج کی جنگ اور خارجہ حکمتِ عملی

کویت اور عراق کے باہمی تنازعات سے متعلق مذاکرات کی ناکامی کے بعد گزشتہ برس ۲ اگست کو عراق نے چند گھنٹوں میں کویت پر قبضہ کر لیا اور اس کے ساتھ ہی عالمی سطح پر خلیج کے بحران نے انتہائی پیچیدہ شکل اختیار کر لی۔ اس سے قبل عراق میں امریکی سفیر نے واضح کیا تھا کہ اگر عراق کی طرف سے کویت پر قبضہ کیا گیا تو یہ عربوں کا علاقائی مسئلہ ہوگا لیکن بعد ازاں امریکہ نے سعودی عرب کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہونے کا واویلا کر کے اس کو عالمی مسئلہ قرار دیکر خلیج میں فوجیں اُتار دیں۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر اسلامی ممالک اور عالمی اداروں نے مسئلہ کے پُرامن حل کے لئے کوششوں کا آغاز کیا، جو نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں۔ اقوامِ متحدہ جس کے بارے میں پاکستان کے سابق وزیر خارجہ آنجہانی سر ظفر اللہ خان (قادیانی)[۱] نے کہا تھا کہ یہ ادارہ "مُردہ قراردادوں کا عجائب گھر ہے"۔ اس ادارہ نے ریکارڈ مختصر مدت میں کویت سے عراقی فوجوں کے انخلاء کے لئے ۱۶ ؍جنوری کی "ڈیڈ لائن" مقرر کر کے اس کے بعد طاقت کے استعمال کو جائز قرار دے دیا۔ اگرچہ "ڈیڈلائن" سے متعلق سلامتی کونسل کی قرارداد کی تشریح میں عالمی سطح پر خارجہ امور کے ماہرین میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ جناب آغا شاہی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ سلامتی کونسل کی ڈیڈلائن عراق پر حملہ کا حکم نہیں۔ بھارت کے ایک سابق جج ہرمن سواروپ نے کہا ہے کہ عراق پر حملہ سلامتی کونسل کی قرارداد ۶۷۸ اور اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے خلاف ہے۔ ماہرین کے مطابق سلامتی کونسل نے مسلح افواج کے استعمال کا کوئی فیصلہ نہیں دیا اور "طاقت" کا لفظ امریکی وزیر خارجہ بیکر کی طرف سے شامل کیا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اور اس کی اتحادی صیہونی طاقتیں اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے جنگ کو ناگزیر تصور کرتے تھے۔ بعض مصدقہ رپورٹوں کے مطابق امریکہ نے اقوامِ متحدہ سے یہ قراردادیں حاصل کرنے کے لئے اپنے اثر و رسوخ کے علاوہ ۲۷ ارب ڈالر خرچ کئے تاکہ وہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے دفاع کی آڑ میں عربوں کے تیل کی دولت پر قبضہ کرنے کے دیرینہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنا سکے۔ اس لئے صدر بش نے کافی پہلے یہ اعلان کر دیا تھا کہ عراق کی ایٹمی تنصیبات اور کیمیائی ہتھیاروں کے کارخانوں کو ہر حال میں تباہ کر کے دَم لیں گے۔ چنانچہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے ۱۶ ؍جنوری کی "ڈیڈلائن" ختم ہونے کے ساتھ ہی بغداد کے وقت کے مطابق جمعرات کی صبح دو بج کر چالیس منٹ پر امریکہ اور اس کے اتحادی جنگی طیاروں نے کمال سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغداد، بصرہ اور ارد گرد کے علاقوں پر ہزاروں

---

[۱] موصوف نے تقسیم ہند کے موقع پر اور بعد ہو، اقوامِ متحدہ میں مسئلہ کشمیر کا بیڑہ غرق کر کے پاکستان کو نقصان پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا (ادارہ)

ٹن بارود کی بارش کر دی۔ درحقیقت امریکہ و اتحادی صیہونی طاقتیں عراق کو ابھرتی قوت اور اسرائیل کے لئے خطرہ بننے کی سزا دینے کے لئے ایک عرصہ سے بے چین تھیں اور ان طاقتوں نے موقع کو غنیمت جان کر سوچی سمجھی سازش اور منصوبہ کے تحت خلیج کے بحران کو پیدا کیا اور ان طاقتوں کے آلۂ کار عرب حکمرانوں نے اپنی بادشاہتوں کے تحفظ کے لئے اپنی سرزمین کو غیر ملکی فوجوں کے حوالہ کر دیا۔ جہاں سے امریکہ اور اتحادی فوجوں کی طرف سے فضائی حملوں کے ذریعے عراق کے بے گناہ مسلمانوں پر آتش و آہن کی بارش کا سلسلہ جاری ہے جبکہ حال ہی میں فرانس کے وزیر دفاع اور اٹلی کی بحریہ کے سربراہ نے اپنی حکومتوں کی خلیج کے بارے میں پالیسی سے اختلاف کرتے ہوئے امریکہ کی وحشیانہ جارحیت کے خلاف احتجاجاً اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا ہے لیکن اس کے باوجود عالمی امن و انصاف کے علمبردار تمام نام نہاد بین الاقوامی اداروں نے مسلسل معنی خیز خاموشی اختیار کر رکھی ہے

اب جبکہ جنگ کو ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے امریکہ اور اس کے حواریوں کا یہ خواب کہ وہ عراق کو چند گھنٹوں میں اپنی عسکری برتری، فنی مہارت اور جدید ہتھیاروں کے ذریعے پیوند خاک کر دیں گے، بکھر کر رہ گیا۔ یہاں تک کہ خود امریکی وزیر دفاع کو اپنے ابتدائی دعوؤں کے برعکس یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عراق کی فوجی طاقت کو مکمل طور پر تباہ نہیں کیا جا سکا اور اب یہ جنگ کئی ہفتوں سے بھی زیادہ طویل ہو سکتی ہے ۔

خلیج میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بلا جواز مداخلت اور عراق کے خلاف فوجی کارروائی سے امریکہ کے زلہ خوار حکمرانوں کے علاوہ پورے عالم اسلام کے مسلمان شدید درد و کرب محسوس کر رہے ہیں۔ ماضی میں پاکستان کی خارجہ پالیسی جس حد تک امریکہ کے زیر اثر رہی ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ لیکن موجودہ منتخب حکومت جو اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کر کے اقتدار پر متمکن ہوئی ہے اس سے بجا طور پر یہ توقع قائم کی جا سکتی تھی کہ وہ خلیج کے بحران کے نازک مرحلہ پر امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد اور عوامی امنگوں کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دینے میں کامیاب ہو گی لیکن افسوس کہ حکومت امریکی دباؤ کے زیر اثر سعودی عرب میں فوجی دستے روانہ کر کے اور عراق کے خلاف بیان بازی سے اپنی غیر جانبدار حیثیت برقرار نہیں رکھ سکی۔ جس کے نتیجہ میں عوامی سطح پر شدید ردعمل سامنے آیا ہے۔ ملک میں صدر صدام حسین کی حمایت میں ہونے والے مظاہرے دراصل موجودہ حکومت پر عدم اعتماد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت سرکاری میڈیا پر مسلسل اپنے نام نہاد "اصولی موقف" کا پروپیگنڈہ کر کے خود کو غیر جانبدار قرار دے رہی ہے۔ حالانکہ امریکہ کی طرف سے اپنے اتحادیوں کی جو فہرست جاری کی گئی ہے۔ پاکستان کا نام اس میں ساتویں نمبر پر درج ہے۔ اور اب اس کے بعد بھی غیر جانبداری کا دعویٰ نہ صرف مضحکہ خیز بلکہ انتہائی شرمناک ہے۔ ہماری حکومت کو سوچنا چاہیئے کہ امریکہ اور یہودی لابی جو عالم اسلام کی قوت اور معیشت کو تباہ کرنے کے سازشی منصوبہ پر

عمل پیرا ہے۔ کہیں پاکستان کا مؤقف ان کے اِس مذموم منصوبہ کی تکمیل کے لئے تقویت کا باعث تو نہیں بن رہا؟ اور کیا عراق کی مخالفت سے خلیج میں امریکہ کے غلبہ کی صورت پیدا نہیں ہوگی؟ جس کے منطقی نتیجہ کے طور پر تمام وسائل امریکہ کے تصرف میں نہیں آجائیں گے؟ اب یہ بات تاریخ کا حصّہ بن چکی ہے کہ امریکہ پوری دنیا میں صیہونی مفادات کے تحفظ کے لئے تخریب کاری کی سرپرستی کرتا ہے، امریکہ نے عالم اسلام کے تمام نیشنلسٹ رہنماؤں کو سازش کے ذریعہ منظرِ عام سے ہٹایا۔ صدر سادات، شاہ فیصل، سوئیکارنو، ذوالفقار علی بھٹو، اور بومدین[1] وغیرہ کو ان کے اس جرم کی سزا دی گئی کہ وہ امریکہ کے غلام بے دام بن کر رہنے کو تیار نہ ہوئے، اور انہوں نے عالم اسلام کو متحد کرنے اور تیل سمیت دیگر وسائل کو بطورِ ہتھیار استعمال کرنے کا نہ صرف خواب دیکھا بلکہ اسکی عملی تعبیر کے لئے اپنی توانائیاں صرف کر کے منصوبہ بندی کی۔ میرے نزدیک اب بھی حکومت کو دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک کے اکثر عوام کے جذبات اور احساسات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی خارجہ حکمتِ عملی پر نظر ثانی اور اس میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے، ورنہ ہو سکتا ہے کہ عوامی رائے عامہ کا یہ سیلاب حکومت کو بھی بہا کر لے جائے اور یہ بات امریکہ کو بھی جان لینی چاہیئے کہ پورے عالم اسلام میں اس کے خلاف جو نفرت پیدا ہوئی ہے، اس کی حواری کٹھ پتلی حکومتیں رائے عامہ کے اس سیلاب کے سامنے کوئی بند نہیں باندھ سکتیں۔

یہ بات بھی اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ امریکہ اندر سے کھوکھلا اور اقتصادی بحران کا شکار ہو چکا ہے اس وقت امریکہ ۱۸۰ بلین ڈالر کا مقروض ہے۔ رواں مالی سال میں ۳۰۰ ارب ڈالر کے خسارہ کا بجٹ پیش کیا گیا جبکہ مختلف بین الاقوامی رپورٹوں کے مطابق امریکہ میں ۲۵ بنک دیوالیہ ہو چکے ہیں، اس لئے اب خلیج میں امریکہ کرائے کے بدمعاشوں کی طرح پیسے کمانے کے چکر میں جنگ لڑ رہا ہے۔ لیکن امریکہ خلیج کی جنگ میں مسلمانوں کے خون سے جو ہولی کھیل رہا ہے اسے بہر نوع اسکی قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ پھر اس جنگ کے نتیجہ میں عالمی سطح پر جن تبدیلیوں کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں ان میں عرب ممالک میں بادشاہیوں کے خاتمہ کے علاوہ اگر خدانخواستہ امریکہ اور اسکے اتحادی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے تو پھر آئندہ نشانہ ایران اور پاکستان ہوگا کیونکہ امریکی سامراج دُنیا کے نقشے پر کسی بھی اسلامی ملک کو ایٹمی قوت بنتا نہیں دیکھ سکتا۔ پھر اس بات کا بھی قوی امکان موجود ہے کہ اگر امریکہ نے فتح کا منہ دیکھ لیا تو پھر وہ اس نشہ میں پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک کو مجبور کریگا کہ وہ اسرائیل کے ناسور کو تسلیم کریں اور اگر اس موقع پر مسلمان حکمرانوں نے دانشمندی کا مظاہرہ نہ کیا تو پھر شاید ان کے لئے امریکی مطالبہ کے سامنے سرخم کرنے اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہ ہوگا۔

---

[1] یاد رہے کہ جنرل محمد ضیاء الحق شہید بھی امریکی سازش کا شکار ہوئے۔ (ادارہ)